عربی زبان

غیر عرب کو آپ کیسے پڑھائیں

اساتذہ عربی کے لیئے رہنما کتاب

تالیف
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
رئیس
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

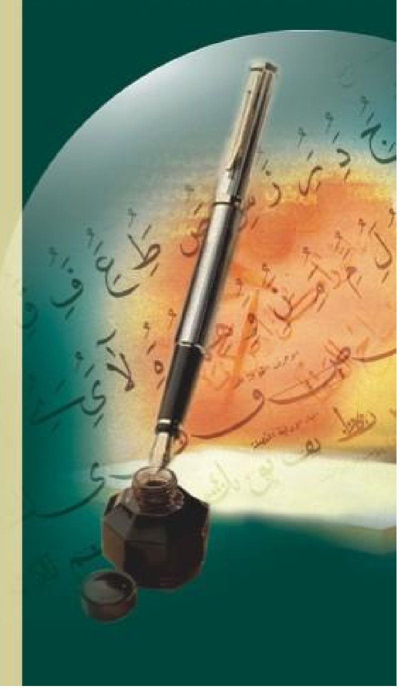

دار القلم کراچی

www.banuri.edu.pk

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اشاعت پنجم

۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ء

www.banuri.edu.pk

ملنے کے پتے

مکتبہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ بنوریہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین

مقدمہ اشاعت اول	۷
ان محاضرات کی ابتدا	۸
کراچی میں عربی زبان کی تعلیم کی ابتدا	۸
سیریہ کے سفارتخانہ کا اس سلسلے میں پیش پیش ہونا	۸
کراچی میں سب سے پہلے ’’معہد تدریب المعلمین ‘‘	۹
ڈاکٹر محمد امین مصری رحمہ اللہ اس تحریک کے قائد تھے	۹
کتاب الطریقۃ العصریۃ فی تعلیم اللغۃ العربیۃ	۹
کامیاب استاذ کی صفات	۱۳
۱۔علم میں کمال	۱۵
۲۔فصاحت وبلاغت	۱۵
۳۔اسالیب اور اندازِ تعلیم	۱۶
الف:نصوص اور عبارات کا یاد کرانا	۱۷
ب:تعلیم بذریعہ سوال وجواب	۱۸
ج:تعلیم بذریعہ عمل	۲۰
د:تعلیم بواسطہ قول وعمل	۲۱
۴۔تعلیم میں نقشہ اور تختہ سیاہ کا استعمال	۲۱
۵۔تعلیم بذریعہ ضرب المثال	۲۲
۶۔سوال کے ذریعے اذھان کو مشغول کرنا	۲۲
۷۔درس کی تیاری	۲۳
تنبیہ	۲۳

www.banuri.edu.pk

ترغیب ۲۳
طلبہ کے ساتھ شفقت ورحمت ۲۴
طلبہ کی نگرانی ۲۴
۸۔عربی زبان کی قدر ومنزلت ۲۴
صرف زبان سیکھنے والے طلبہ ۲۵
امام اور خطیب کا اہل محلّہ کو عربی سکھانا ۲۶
غیر مسلموں کا عربی سکھانا ۲۶
عربی زبان اور اس کے سکھانے کا طریقہ ۲۷
ا۔الطریقۃ المباشرۃ (Direct Method)
عربی سکھانے کے لیے (ڈائریکٹ میتھڈ) بلاواسطہ طریقہ تعلیم کا استعمال ۲۸
عربی سکھانے کے لیے مفردات سے ابتداء کی جائے ۲۹
اسم اشارہ ’’ھذا‘‘ کا استعمال ۳۰
اسم اشارہ ’’ھذہ‘‘ کا استعمال ۳۳
اسم اشارہ تثنیہ کا استعمال ۳۴
اسم اشارہ جمع کا استعمال ۳۵
مفرد ضمائر کا استعمال ۳۶
تثنیہ ضمائر کا استعمال ۳۷
جمع کی ضمائر کا استعمال ۳۸

الطريقة المباشرة (ڈائریکٹ میتھڈ) کے ذریعہ

افعال (جملہ فعلیہ) کی تعلیم

متکلم افعال کی تعلیم	۳۹
مخاطب کے افعال کی تعلیم	۴۰
غائب کے افعال کی تعلیم	۴۰
فعل امر کی تعلیم	۴۲
فعل ماضی کا استعمال	۴۴
فعل نہی کا استعمال	۴۴
عربی زبان سکھانے کے لیے ترجمہ کا استعمال	۴۶
پہلا مرحلہ:	۴۹
دوسرا مرحلہ:	۴۹
تیسرا مرحلہ:	۴۹
چوتھا مرحلہ:	۵۰
پانچواں مرحلہ: تمرین (مشق)	۵۱
چھٹا اور آخری مرحلہ:	۵۱
عربی کے لیے تجوید کی اہمیت:	۵۲
تختہ سیاہ (بلیک بورڈ) کا استعمال:	۵۵
عربی قواعد (گرامر) کی تعلیم	۵۶
عربی رسم الخط	۵۷
عربی انشاء	۵۸
الأمانة	۵۸

www.banuri.edu.pk

محفوظات	٦٠
غیر عرب کے لیے ترجمہ کی اہمیت	٦١
فوری ترجمہ	٦۴
تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس کے دوران عربی تعلیم	٦۵
پہلا مرحلہ: عبارت کا صحیح تلفظ	٦٦
دوسرا مرحلہ: جملوں کی تحلیل اور ان کا لغوی معنی	٦٦
تیسرا مرحلہ: عبارت کی تفسیر اور شرح	٦٧
چوتھا مرحلہ: عربی میں گفتگو	٦٧
علم صرف اور عربی بول چال	٦٨
صلاۃ الجمعۃ	٧٠

www.banuri.edu.pk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ اشاعت اول

الحمدللہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیّدنا محمد، سیّد الأنبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین،ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین. أمابعد:

عربی زبان پڑھانے والے اساتذہ کرام کے لئے چھوٹے چھوٹے محاضرات کا یہ مجموعہ پیش کیا جارہاہے، جس کا موضوع ہے:

''کَیْفَ تُعَلِّمُ اللُّغَةَ الْعَرَبِیَّةَ لِغَیْرِ النَّاطِقِیْنَ بِھَا؟''

یعنی آپ غیرعرب (عجم) کوعربی زبان کیسے پڑھائیں؟

۱۴۱۲ھ مطابق: ۱۹۹۲ء میں یہ محاضرات میں نے **جامعة العلوم الاسلامیة علامہ بنوری ٹاؤن** کراچی کے فضلاء کو دیئے اوراس کے بعد سے مسلسل ہرسال دے رہاہوں۔

جامعة العلوم الاسلامیة میں کافی عرصہ سے سالانہ تعطیلات میں ۱۵رشعبان المعظم سے ۲۰ررمضان المبارک تک مختلف کورس کرائے جاتے ہیں، جامعہ کی مجلس تعلیمی نے طے کیا کہ اس دوران اِن فضلاء کو دوسرے موضوعات کے ساتھ یہ موضوع بھی پڑھایا جائے کہ آپ غیرعرب کوعربی زبان کس طرح پڑھائیں اورساتھ ساتھ انہیں اس کی مشق کرائی جائے، کیونکہ ان میں سے اکثر اب تدریس کے میدان میں قدم رکھیں گے اور دوسرے مضامین کے ساتھ ظاہر

ہے کہ عربی کے مضامین بھی پڑھانے پڑیں گے۔ فضلاء کو یہ موضوع پڑھانے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی۔

چنانچہ اس موضوع پر عربی اور اردو دونوں زبانوں میں اپنے تجربہ کی روشنی میں چند محاضرات تیار کر کے فضلاء کے سامنے پیش کئے اور انہیں ان کی مشق بھی کرائی، الحمدللہ! یہ محاضرات بہت ہی مفید اور مؤثر ثابت ہوئے جن سے فضلاء بہت ہی مطمئن اور خوش ہوئے۔

یہ محاضرات جو بظاہر نہایت معمولی اور سادے ہیں، یہ میرے علمی تجارب کا نتیجہ ہیں جو میں نے عربی زبان کی تدریس کے دوران حاصل کئے ،جنہیں پاکستانی اور غیر پاکستانی طلبہ کو پاکستان اور بیرون پاکستان پڑھاتا رہا اور تدریس کے دوران ڈائرکٹ میتھڈ اور دوسرے مفید طریقے جو عالمی زبانوں کے سکھانے میں استعمال ہوتے ہیں استعمال کرتا رہا۔

طالب علمی کے زمانہ سے ہی میں نے عربی زبان کی تدریس شروع کردی تھی، میں دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں درجہ سادسہ (بی اے) کا طالب علم تھا اور یہ ۱۹۵۴ء کا سال تھا۔ کراچی پاکستان کا دارالحکومت تھا اور تمام سفارت خانے یہیں تھے، عرب ممالک کے سفراء زیادہ تر علماء اور اُدباء تھے جو علماء اور دینی مدارس کو پسند کرتے تھے اور پاکستانی علماء سے ان کے دوستانہ روابط تھے، یہ حضرات چاہتے تھے کہ پاکستان میں عوامی سطح پر عربی زبان کی نشرواشاعت ہو، کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ پاکستان کے مسلم عوام عربی زبان سے بہت محبت رکھتے ہیں اور ان کے دِلوں میں اس کی قدر و منزلت اور عظمت ہے، کیونکہ یہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔

ان عرب سفارت خانوں میں سب سے زیادہ متحرک اس وقت شامی سفارت خانہ تھا اور خصوصاً سفارت خانہ کے اس وقت کے کلچر اٹیچی استاذ محمد امین مصری تھے اور ان کے ساتھ کام کرنے والے چند شامی نوجوان تھے۔

چنانچہ استاذ محمد امین صاحب نے دارالعلوم کراچی کے تعاون سے کراچی کے مختلف

علاقوں میں ۲۵ کے قریب عربی زبان سکھانے کے مراکز کھولے، اب ان مراکز میں عربی پڑھانے کے لیے تجربہ کار اساتذہ کی ضرورت تھی، اس لیے استاذ مصری نے عربی کے اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک مرکز ''**معهد تدريب المعلمين**'' کے نام سے کھولا اور اس میں عربی مدارس کے عربی پڑھانے والے اساتذہ کو لیا اور ان کے ساتھ مجھے بھی باوجود طالب علم ہونے کے، عربی کے ساتھ غایتِ شغف کی بنا پر قبول کرلیا۔

اِدھر اِن عربی مراکز میں ہر طبقہ کے نوجوانوں نے ذوق وشوق سے داخلہ لیا، جن میں اسکول، کالج یونیورسٹی کے طلبہ کے علاوہ، تاجر اور ملازم سب قسم کے افراد شامل تھے۔

استاذ مصری کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے سامنے پڑھانے کے لیے کوئی خاص کتاب مقرر نہیں تھی، بلکہ وہ خود اسباق تیار کرتے اور پھر وہ اِن اساتذہ کے سامنے اُن طلبہ کو پڑھاتے، جس کے لیے وہ ڈائرکٹ میتھڈ کا اسلوب اختیار کرتے تھے اور اساتذہ ان کو دیکھ کر وہی انداز سیکھتے تھے، یہاں تک کہ ان اسباق کا مجموعہ: ''**الطريقة الجديدة في تعليم اللغة العربية**'' کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں شائع ہوگیا۔

لیکن اس کے بعد جلد ہی ان کو واپس شام جانا پڑا، کیونکہ ان کا وقت ختم ہوگیا تھا اور شامی حکومت نے اس میں مزید اضافہ نہ کیا۔ اس لیے مرحوم کو عملی طور پر اس کتاب پر نظرثانی کا موقع نہ مل سکا، وگرنہ یہ کتاب اور بھی مفید ہوتی۔ اس کے بعد استاذ محمد امین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرکاری ملازمت ترک کردی اور علم کی طرف متوجہ ہوئے اور شریعت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور مکہ مکرمہ کی ''اُم القریٰ یونیورسٹی'' میں استاذ مقرر ہوگئے، پھر مدینہ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے اور آخری دم تک علم کی خدمت کرتے رہے۔ **فرحمه الله تعالىٰ رحمة واسعة. وجزاه عنا وعن العلم وأهله خير الجزاء**۔

عربی زبان سیکھنے والے اساتذہ کرام اور میں جب ''**معهد تدريب المعلمين**'' سے فارغ ہوئے تو استاذ محمد امین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو کراچی کے مختلف علاقوں میں قائم

شدہ عربی مراکز پر تقسیم کر دیا، اِن ہی مراکز میں سے ایک مرکز بنوری ٹاؤن (سابق نیو ٹاؤن) میں قائم کیا جس کا افتتاح خود انہوں نے کیا اور اس افتتاحی تقریب میں عرب سفراء، اور عربی شخصیات کے علاوہ، شہر کے معززین اور اہل محلّہ نے بھرپور شرکت کی۔ عرب سفراء میں اس وقت سعودی عرب کے سفیر صاحب المعالی الشیخ عبدالحمید الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے اور استاذ ڈاکٹر محمد امین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اس مرکز میں عربی زبان آپ پڑھائیں۔ اس مرکز میں پچاس سے زائد اہل محلّہ کے نوجوان، بوڑھے اور بچے حاضر ہوتے تھے اور شوق سے عربی زبان سیکھتے تھے۔

یہ ہے میری عربی زبان کی تدریس کی ابتداء جب کہ میں خود ایک طالب علم تھا اور دارالعلوم کراچی میں درجہ سادسہ (مساوی بی اے) میں پڑھ رہا تھا اور تدریس کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اسی عرصہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بنوری ٹاؤن میں ''جامعۃ العلوم الإسلامیۃ'' کی بنیاد رکھی تو میں نے یہاں داخلہ لے لیا اور دورہ حدیث اور تخصص سے فارغ ہوتے ہی حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جامعہ میں استاذ مقرر کر دیا اور فنون کی ابتدائی کتابوں کے ساتھ عربی کا مضمون بھی مجھے پڑھانے کے لیے دیا گیا۔

عربی زبان کی تدریس کے اس طویل عرصہ کے دوران میں نے دو چیزوں پر خاص توجہ دی:

۱: عربی زبان پڑھانے کے آسان و مفید طریقے اور اسالیب جو غیر عرب کو عربی سکھانے میں مفید ہوں۔

۲: دوسرا میں نے ''**الطریقة الجدیدة**'' کے طرز پر عربی کے اسباق ترتیب دینا شروع کئے اور ان میں ترتیب اور تدریج کے ساتھ ایسے چند امور کا اضافہ کیا جن کی پاکستانی اور غیر عرب طلبہ کو ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح ان اسباق کا مجموعہ ''**الطریقة العصریة فی تعلیم اللغة العربیة**'' دو جزء کی صورت میں تیار ہو گیا اور اسے جامعۃ العلوم الإسلامیۃ کے درجہ اولیٰ (ثانویہ عامہ سالِ اوّل) کے نصاب میں شامل کرلیا گیا اور ''وفاق المدارس العربیہ''

پاکستان کی نصاب کمیٹی نے اس کتاب کی افادیت کو دیکھتے ہوئے وفاق کے مدارس میں درجہ اولیٰ کے نصاب میں شامل کرلیا۔ نیز یہ کتاب سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، زیمبیا اور انگلینڈ کے بعض دینی مدارس میں بھی پڑھائی جارہی ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

نیز پاکستان اور پاکستان سے باہر بھی غیرعرب طلبہ کو عربی زبان پڑھانے کا مجھے کافی موقع ملا اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ عربی یا کوئی بھی زبان غیراہل زبان کو پڑھانے کے لیے صرف ''ڈائرکٹ میتھڈ'' کا طریقہ کافی نہیں، خصوصاً جب کہ آپ کے سامنے بڑی عمر کے سمجھ دار طلبہ ہوں اور استاذ اور شاگرد میں کوئی زبان بھی مشترک ہو، ایسی صورت میں مشترک زبان سے بقدر ضرورت کام لینے میں وقت کی بچت اور طلبہ کے لیے سہولت ہوتی ہے۔

آئندہ صفحات پر چھوٹے چھوٹے اور مختصر محاضرات ہیں، جو اِس عملی تجربہ کا نتیجہ ہیں، جو برسوں سے مجھے غیرعرب طلبہ کو عربی پڑھاتے ہوئے حاصل ہوئے، اِن محاضرات کو ''جامعة العلوم الإسلامية'' علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء اوران اساتذہ کرام کے لئے پیش کررہا ہوں جو مستقبل عربی زبان کی تدریس کا مقدس فریضہ سرانجام دیں گے۔

جامعہ کے یہ فضلاء ان شاء اللہ! عنقریب مختلف علمی اور دینی اداروں میں تدریس کے منصب پر فائز ہوں گے۔ خصوصاً ابتدائی اور ثانوی درجات میں عربی کی تدریس ان کے سپرد کی جائے گی، اس لیے یہ مختصر محاضرات۔ إن شاء اللہ۔ ان کی راہنمائی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اوران سب حضرات کو اچھے انداز میں عربی پڑھانے کی توفیق دے۔

ابتدائی سالوں میں یہ محاضرات جو عربی میں تھے فوٹو اسٹیٹ کراکر جامعہ کے فضلاء پر تقسیم کئے جاتے تھے، اس سال چونکہ جامعہ کے فضلاء کی تعداد بھی زیادہ ہوچکی ہے۔ اور بیرون پاکستان بعض علمی اداروں کی جانب سے مسلسل یہ تقاضا بھی آرہاہے کہ میں اُن کے ہاں جاکران کے اساتذہ کو عربی پڑھانے کی عملی تربیت دوں، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان محاضرات

کوطبع کرادوں۔

چنانچہ یہ محاضرات عربی میں ’’**کیف تعلم اللغة العربیه لغیرالناطقین بھا**‘‘ کے عنوان سے طبع ہوکرعربی پڑھانے والے اساتذہ کرام کے ہاتھوں پہنچ رہے ہیں۔

اِس سال بعض فضلاء نے یہ تقاضا کیا کہ اگر یہ محاضرات اردوزبان میں بھی آجائیں تو وہ فضلاء جن کی عربیت کمزور ہے، وہ بھی اِن سے اچھی طرح فائدہ اٹھاسکیں گے۔ چنانچہ اِن فضلاء کے اس تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اِن محاضرات کواردو میں بھی پیش کیا جارہا ہے۔

اہل علم اورعربی پڑھانے والے اساتذہ کرام سے جو اس فن میں تجربہ رکھتے ہیں، التماس ہے کہ اپنی مفید آراء سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت کے وقت اُن مفید آراء کا اضافہ کرکے اس کتاب کومفید سے مفید تر بنایا جاسکے۔

وصلی اللہ علی سیدنا وعلی آله وصحبه وسلم۔

عبدالرزاق اسکندر

۲۰؍شعبان ۱۴۱۵ھ

۲۲؍جنوری ۱۹۹۵ء

www.banuri.edu.pk

کامیاب استاذ کی صفات

اصل موضوع سے پہلے چند مفید نصائح مدرس اور تدریس کے بارے میں پیش کیے جاتے ہیں۔

تعلیم و تدریس ایک مقدس ومعزز اور قابل احترام منصب ہے، جس کے لیے کچھ شرائط اور آداب ہیں، جن کا جاننا اور ان کی عملی مشق کرنا ایسا ہی ضروری ہے، جیسے کسی فن کو سیکھنے کے لیے اس کی عملی مشق ضروری ہوتی ہے۔

فنِ تدریس کے لیے ذوق، فطری صلاحیت اور اس منصب کے تقاضوں کی ادائیگی کے لیے توجہ، محنت اور مشقت کی ضرورت ہے، تا کہ اسے سیکھنے والا ایک معلم کامل بن کر نکلے اور اس میں ایک کامیاب استاذ کی صفات اور خصائص موجود ہوں۔ جس سے اس کے تجربہ میں مزید اضافہ ہوتا رہے نیز جب وہ تدریس کے میدان میں قدم رکھے تو طلبہ اس سے مستفید ہوں۔ اور وہ خود بھی علمی اور روحانی لذت محسوس کر سکے۔

تعلیم وتدریس ایک مقدس منصب ہے اور سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت اور فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍo

(آل عمران۔:۱۶۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْنِیْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتاً، وَلٰکِن بَعَثَنِی مُعَلِّمًا مُیَسِّراً.''

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان أن تخییر المرأۃ لا یکون طلاقاً)

لہٰذا جو عالم دین، قرآن کریم یا کسی شرعی علم کی تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہے، وہ اِس

صفت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کررہا ہے، لہٰذا اسے یہ جاننا چاہیے کہ وہ ایک سعادت مند انسان ہے اور اسے یہ سعادت مندی مبارک ہو۔

ان شرعی علوم میں ایک علم عربی زبان بھی ہے جو قرآن کریم کی زبان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور شریعتِ اسلامیہ کی زبان ہے۔

چونکہ تعلیم وتربیت کے ذریعہ استاذ کے اثرات شاگردوں پر پڑتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لیے معلم اور مربی بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی، جیسا کہ قرآن کریم ارشاد ہے:

”وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ“ (النساء:۱۱۳)

اور خوب تربیت فرمائی، جیسا کہ ارشاد ہے:

”وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم.“ (لقلم:۴)

اس لیے آپ ﷺ ایک اعلیٰ اور کامل معلم تھے، ایسا باکمال معلم کہ نہ آپ سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی نے دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں کمالِ علم، عظیم حکمت، اعلیٰ اخلاق، شاگردوں کے ساتھ شفقت اور رحمت، ان کی تعلیم وتربیت کے لیے نہایت عمدہ اور مفید اسالیب کا استعمال اور ان کی خبرگیری جیسے صفات اپنے کمال کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔

اس لیے جو معلم اور استاذ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بننا چاہے اور فنِ تدریس میں کمال تک پہنچنے کا خواہش مند ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وکمالات جو اِس میدان سے متعلق ہیں معلوم کرے اور پھر اِن صفات میں آپ کے نقشِ قدم پر چلے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

اب میں اختصار کے ساتھ چند ایسی صفات کا ذکر کروں گا جو ایک کامیاب استاذ اور مدرس کے لیے ضروری ہیں اور ضمناً ان کی مثالوں کی طرف اشارہ کرتا جاؤں گا، کیونکہ میرے سامنے اِس

وقت دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء ہیں اور یہ مثالیں اُن کے ذہنوں میں ابھی تر وتازہ ہیں، کیونکہ وہ حال ہی میں احادیث پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱-عِلم میں کمال

کامیاب استاذ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ امکانی حد تک علم میں کمال رکھتا ہو، خصوصاً اُس مضمون اور فن میں جس کے پڑھانے کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے، کیونکہ استاذ کو جس مضمون میں جتنی مہارت اور دست رَس ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ طلبہ کو فائدہ پہنچا سکے گا۔

لہٰذا متعلقہ مضمون میں کمال حاصل کرنے کے لیے استاذ کو چاہیے کہ وہ

۱: اس مضمون کی بنیادی کتابیں ہمیشہ اپنے زیر مطالعہ رکھے۔

۲: جو کتاب اُسے پڑھانی ہے اسے بار بار دیکھے۔

۳: دوران مطالعہ اگر کسی عبارت یا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں دِقت پیش آئے تو اپنے استاذ سے مراجعت کرے۔

۴: اگر اپنا استاذ نہ ہو تو اُس مضمون کے کسی ماہر استاذ سے رجوع کرے، اس سے پوچھے، اس کے ساتھ مذاکرہ کرے اور اس میں شرم محسوس نہ کرے کیونکہ علم حاصل کرنے میں شرم نہیں۔

۲-فصاحت و بلاغت

۱: ایک کامیاب استاذ کے لیے فصیح و بلیغ ہونا ضروری ہے، لہٰذا جس زبان میں وہ طلبہ کو پڑھا رہا ہے، اس زبان میں اسے دَست رَس حاصل ہونی چاہیے، تاکہ وہ اپنے مافی الضمیر اور کتاب کے مضمون کو فصیح و بلیغ انداز میں طلبہ کے سامنے پیش کر سکے، جس سے ایک معمولی صلاحیت رکھنے والا طالب علم بھی اسے سمجھ سکے۔

۲: دوران تدریس وہ زبان استعمال کرے جو سامنے بیٹھنے والے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ہو، نہ اُن کی سطح سے اتنی اونچی ہو کہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اور نہ اتنی نیچی کہ استاذ عوامی سطح پر اتر آئے۔

۳: گفتگو میں ایک ربط اور ترتیب ہو، ٹھہر ٹھہر کر بولے، جلدی نہ کرے، تاکہ سننے والا اُستاذ

کے ہر ہر جملہ کو سنے اور سمجھ جائے۔

۴:۔اگر مضمون ایسا ہو جس میں جملوں کو دُھرانے اور بار بار کہنے کی ضرورت ہے، تو انہیں بار بار دھرائے، خصوصاً جب عربی زبان کا مضمون ہو۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت معلم کامل آپ کی صفات بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں:

''كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسرد الكلام كسردكم، ولكن إذاتكلم تكلم بكلامٍ فصل، يحفظه من سمعه۔''

(الفقيه والمتفقه للخطيب: ۱۲۴/۲)

ترجمہ:... ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے لیکن آپ جب گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جو بھی اسے سنتا وہ اسے یاد کر لیتا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی گفتگو کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''أنه كان إذاتكلّم بكلمة أعادهاثلاثا،حتى تفهم عنه۔'' (بخاری: ۱۲۹/۱)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو (بوقت ضرورت) اسے تین بار دُھراتے، تاکہ سُننے والے اسے اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۳- اسالیب اور اندازِ تعلیم

کامیاب استاذ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تدریس کے مختلف اسالیب اور انداز سے واقف ہو، اور یہ جانتا ہو کہ کس فن کو کس طرح پڑھایا جاتا ہے اور خصوصاً اس فن کو جسے وہ پڑھا رہا ہے اور یہ بھی جانتا ہو کہ مضمون بدلنے یا طلبہ کی ذہنی سطح اور استعداد کے مختلف ہونے سے اسلوب کس طرح بدلا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت میں مختلف اسالیب اور انداز استعمال فرماتے تھے، جہاں

آپ ﷺ سامعین کی رعایت فرماتے، وہاں ان کی حالت کے مطابق اسلوب بھی تبدیل فرماتے۔ یہ مستقل موضوع ہے جس پر ایک مستقل رسالہ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں اختصار کے ساتھ چند اسالیب کا ذکر کیا جاتا ہے:

الف: نصوص اور عبارات کا یاد کرانا

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کی نصوص اور عبارات کا یاد کرنا اور ان کے الفاظ کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے قرآن کریم کی آیات اور ماثور دعائیں۔ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز یہ تھا کہ آپ منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن کریم یا ماثور دعاؤں کا ایک ایک جملہ پڑھ کر سناتے اور صحابہ کرام اسے سن کر دُہراتے اور اُسے یاد کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلّم الناس التشھد علی المنبر کمایعلّم المکتب الصبیان۔'' (الفقیہ والمتفقہ للخطیب:۱۲۴/۲)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے استاذ مکتب والے بچوں کو سبق یاد کراتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُعلِّمنا الاستخارۃ فی الأمر کماکان یعلمنا السورۃ من القرآن''

(جامع مسانید الإمام الأعظم للخوارزمی: ۳۸۵/۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعاءِ استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلّمھم الدعاء کما یعلّمھم السورۃ من القرآن، یقول: قولوا: اللھم إنی اعوذبک من عذاب جھنم، واعوذبک من عذاب القبر، واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجّال، واعوذبک من فتنۃ

المحيا والممات۔" (مسندالإمام أحمدبن حنبل: ۲۷/۴)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دعاء اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو فرماتے: کہو، اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، مسیح دجّال کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

تعلیمی میدان میں جن مضامین کی عبارات اور نصوص کا یاد کرنا ضروری ہوتا ہے، اس کے لیے یہی اسلوب زیادہ مناسب اور مفید ہے، جیسے آج بھی اسکولوں میں پہاڑے اور گنتی یاد کرائی جاتی ہے۔

ب: تعلیم بذریعہ سوال وجواب

تعلیم کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ استاذ ایک طالب علم کو سب طلبہ کے سامنے کھڑا کرے اور اس سے سوال کرے اور وہ طالب علم سب طلبہ کے سامنے اس کا جواب دے، یا استاذ دو طالب علموں کو کھڑا کرے جن میں سے ایک دوسرے سے سوال کرے اور دوسرا اسے جواب دے۔

اس اندازِ تعلیم میں طلبہ کو تعلیم پر توجہ زیادہ رہتی ہے اور اس سے ان کے دلوں میں تعلیم کا شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں طلبہ اپنی آنکھ، کان اور فکر کے ساتھ متکلم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتے ہیں، جس سے وہ علمی مضمون دل میں اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے کسی اہم مسئلہ کی تعلیم کے وقت عموماً یہ انداز اختیار فرماتے تھے، جیسے عقائد اور مغیبات وغیرہ کی تعلیم کے وقت۔ جس کی مثال حضرت جبریل علیہ السلام کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک نوجوان ایک طالب علم کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، وہ نوجوان باادب حضور ﷺ کے متصل سامنے بیٹھ گیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے بارے میں چند سوالات کیے، آپ ﷺ نے ان

کے جوابات دیئے، صحابہ کرام یہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے اور اس سے مستفید ہو رہے تھے۔ اس کے سوالات یہ تھے:

سوال: آپ مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر تو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہے۔

سوال: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور تم ایمان لاؤ اچھی اور بُری تقدیر پر۔

سوال: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں کہ احسان کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح بجالاؤ کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو یہ خیال کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: حضور ﷺ نے فرمایا: جس سے تم پوچھ رہے ہو، وہ سائل سے زیادہ اس بارے میں نہیں جانتا۔

سوال: آپ مجھے قیامت کی علامات بتائیں؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ باندی اپنے مالک کو جنے گی، اور تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے، غریب اور بکریاں چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لمبی لمبی عمارتیں بنانے لگیں گے۔

یہ آنے والا طالب علم آپ سے سوال و جواب کے بعد مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جانتے ہو، یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ

اوراس کے رسول زیادہ جانتے ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، وہ اِس لیے آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں ۔(حدیث کی اصل عبارت کو صحیحین میں دیکھا جائے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں غور کریں:(إِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ) کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے صحابہ کو دین سکھانے کے لیے ''سوال وجواب'' کا انداز اختیار کیا! جس سے معلوم ہوا کہ سیکھنے سکھانے کا یہ اسلوب اورانداز بہت ہی قابل عمل اورمفید ہے۔

ج:تعلیم بذریعہ عمل

اسلام کی زیادہ تر تعلیمات عمل سے تعلق رکھتی ہیں، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلیمات کو عملاً صحابہ کرام کے سامنے پیش فرماتے تھے اورصحابہ کرام آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر آپ کی اتباع کرتے تھے، چنانچہ جب نماز فرض ہوئی اور''اَقِيْمُوا الصَّلَاةَ'' کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً صحابہ کرام کے سامنے نماز ادا کی اورفرمایا:''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ.''، تم اسی طرح نماز ادا کرو، جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اسی طرح جب حج کی فرضیت اس آیت مبارکہ:''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً.'' (آل عمران:۹۷) کے ذریعہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھ کر مناسک حج ادا کیئے تاکہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ویسا ہی عمل کرے جیسے آپ عمل فرمارہے ہیں، اورآپ نے اعلان فرمایا:''خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ.''، یعنی مسائل حج کے طریقے مجھ سے سیکھ لو۔

احادیث میں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں، اورعملی احکام کو سکھانے کے لیے یہی کامیاب طریقہ ہے اورجدید علمی اداروں میں عملی مضامین میں یہی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اورعلماء اصول کے ہاں تواتر عملی ایک اہم شرعی دلیل شمار کی جاتی ہے۔

د:تعلیم بواسطہ قول وعمل

اس کی صورت یہ ہے کہ متعلقہ مضمون کی عبارت اور نصوص کے معانی اور مطالب کو پہلے اس طرح بیان کر دیا جائے کہ سب طلبہ اس کو اچھی طرح سمجھ جائیں، اگر اُس کا تعلق عمل سے بھی ہو تو پھر استاذ ان کے سامنے اسے عملاً پیش کرے۔ اس اندازِ تعلیم سے طلبہ کے لیے علم اور عمل دونوں کا سیکھنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک بعد والی دس آیات نہ سیکھتے جب تک ان دس آیات پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے۔'' (المستدرک للحاکم: ۱/۵۵۷)

۴۔تعلیم میں نقشہ اور تختہ سیاہ کا استعمال

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھانے کے لیے تختہ سیاہ اور نقشہ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے ذریعہ بعض حقائق کا طلبہ کو سکھانا آسان ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معنوی حقائق کو سمجھانے کے لیے یہ انداز بھی اختیار فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا۔ پھر اس مربع خط کے درمیان میں ایک خط کھینچا پھر اس درمیانے خط کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خط کھینچے اور ایک خط مربع خط کے باہر کھینچا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے، اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو اُسے زندگی میں پیش آتے ہیں، اگر ایک سے چُھوٹ گیا تو دوسرا پکڑ لیتا ہے اور جو مربع خط ہے یہ اس کی اجل ہے اور اس کے ساتھ جو خط باہر جا رہا ہے، وہ اس کی اُمیدیں اور آرزوئیں ہیں۔ (مسند امام احمد: ۵/۲۳۷)

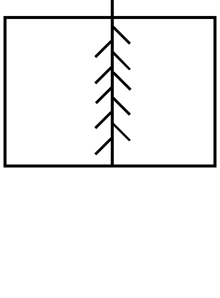

۵-تعلیم بذریعہ ضرب المثل

کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لیے اچھا طریقہ یہ ہے کہ استاذ طلبہ کے سامنے اس کی ایک حسّی مثال پیش کرے اور پھر اس معنوی حقیقت کو اس پر قیاس کر کے طلبہ کے اذھان کے قریب کردے۔ کتبِ حدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں اُن میں سے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور بُرے ہم نشین اور ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اچھے ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مُشک بیچنے والا اور بھٹیارہ۔ پس مُشک بیچنے والا یا تو تمہیں مُشک پیش کرے گا یا تم خود اس سے مُشک خرید لوگے، یا (کم از کم) اس کے پاس سے خوشبو آتی رہے گی۔ اور بھٹیارہ یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا۔ یا (کم از کم) اس سے بدبو تمہیں پہنچے گی۔'' (متفق علیہ)

۶۔سوال کے ذریعہ اذھان کو مشغول کرنا

تعلیم کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ استاذ پڑھاتے وقت طلبہ کے سامنے ایک یا ایک سے زائد سوال پیش کر کے سب کے اذھان کو مشغول کردے، تاکہ وہ جواب سوچیں، پھر ان سے جواب سنے۔ اگر جواب صحیح ہے تو ان کی تصویب کرے۔ وگرنہ صحیح جواب کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی تعلیم میں یہ اسلوب بھی اختیار فرماتے تھے، خصوصاً جب کسی کا امتحان لینا مقصود ہو۔ نیز اس انداز سے طلبہ میں سوچنے اور حقائق میں غور وفکر کرنے کی عادت پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سوال کیا کہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیسے کروگے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے تفصیلی جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سُن کر ان کی تصویب فرمائی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

تعلیم وتدریس کے ان اسالیب کے علاوہ اور بھی مختلف انداز ہیں جن کا تعلق تعلیم کے اعلیٰ

مراحل سے ہے،اس لیے اُن کو یہاں ذکرنہیں کیا گیا، لہٰذا عربی کے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ مذکورہ بالا اسالیب میں سے جو اسلوب بھی مناسب سمجھیں اسے موقع ومحل اور مخاطب کے اعتبار سے استعمال میں لائیں۔

۷- درس کی تیاری

عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام اگر چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب مدرس بنیں اور طلبہ ان سے خوب فائدہ اٹھائیں، تو انہیں چاہیے کہ ہر سبق پڑھانے سے پہلے اسے خوب دیکھیں اور اچھی طرح اس کا مطالعہ کریں، اگر کسی عبارت یا لفظ میں طباعت کی غلطی دیکھیں تو اسے درست کردیں اور پڑھاتے وقت طلبہ سے بھی وہ غلطی درست کرالیں۔ نیز سبق پڑھانے سے پہلے سبق کا مکمل نقشہ ذہن میں بنالیں کہ آپ اسے کس طرح طلبہ کو پڑھائیں گے۔

تنبیہ

یاد رہے کہ کتابوں میں کبھی کاتب کی غلطی سے (جو عموماً غیر علماء ہوتے ہیں) یا حروف جوڑتے وقت یا ٹائپ کرتے وقت بعض آیات کریمہ، اسی طرح احادیث شریفہ یا کسی عبارت میں طباعت کی غلطیاں رہ جاتی ہیں، لہٰذا ایسی اغلاط کو بجائے اس کے کہ مصنف کی طرف منسوب کرکے اسے تحریف کا مرتکب قرار دیا جائے، جو کہ ایک مؤمن کی دیانت کے خلاف ہے، بلکہ اسے درست کرلینا چاہیے۔خصوصاً جب کہ وہ عالم ثقہ، بااعتماد اور اہلِ علم میں مسلمہ شخصیت بھی ہو۔

ترغیب

طلبہ کے دلوں میں ترغیب کے ذریعہ علم اور اُس مضمون کا شوق پیدا کرنا ایک کامیاب استاذ کی صفات میں سے ہے، تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں اس علم اور مضمون کی اہمیت پیدا ہو، اور وہ اس علم کو شوق ورغبت سے حاصل کریں۔اس کے لیے استاذ کو کتبِ حدیث میں ''کتاب العلم'' کا مطالعہ کرکے اس میں سے چند مطلوبہ احادیث کا انتخاب کرنا چاہیے۔

طلبہ کے ساتھ شفقت ورحمت

استاذ کو طلبہ پر نہایت شفیق اور ان کے ساتھ نرمی اور رحم کا سلوک کرنا چاہیے، استاذ طلبہ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز سمجھے، ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دے۔ ان کی تربیت، علم، اخلاق، اور اچھی عادات اپنانے میں ان پر اس طرح محنت کرے، جس طرح اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے۔

طلبہ کی نگرانی

استاذ کے فرائضِ منصبی میں یہ بھی داخل ہے کہ درسگاہ اور درسگاہ سے باہر حتی الامکان طلبہ پر نگاہ رکھے اور دیکھے کہ وہ علم میں آگے بڑھ رہے ہیں یا نہیں؟ خصوصاً اس مضمون میں جس کو وہ استاذ انہیں پڑھا رہا ہے اور دیکھے کہ کیا وہ درسگاہ میں سبق کے دوران توجہ سے بیٹھتے ہیں؟ کیا وہ محنت کرتے ہیں؟ تکرار اور مطالعہ کرتے ہیں؟ اسباق میں پابندی سے حاضر ہوتے ہیں یا نہیں؟ وغیرہ

نیز جہاں تک ممکن ہو ان کی اخلاقی حالت کا بھی خیال رکھے، وقتاً فوقتاً ان کے حالات معلوم کرتا رہے کہ وہ درسگاہ سے باہر کیسے رہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے، اگر کسی کو نہ دیکھ پاتے تو پوچھتے کہ فلاں کیوں نہیں آئے؟ اگر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں تو آپ ان کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔

۸- عربی زبان کی قدر ومنزلت

ایک طالب علم میں بنیادی طور پر علم کا شوق اور اس کے حصول کا جذبہ ہونا چاہیے، تاکہ وہ علم کو اپنا مقصد بنا کر اسے حاصل کرنے کے لیے پوری پوری محنت کرے۔

طالبِ علم میں علم کا شوق اور اس کی محبت کبھی فطری ہوتی ہے، افراد کے اعتبار سے اس میں قلت وکثرت کا اعتبار اگرچہ رہتا ہے اور بعض میں یہ شوق بہت ہی کم ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اسے پیدا کرنے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں استاذ کے عمل اور کردار کو بڑا دخل ہے۔ ایک عقل مند اور تجربہ کار استاذ ہی طلبہ میں یہ شوق وذوق پیدا کرسکتا ہے اور اسے مزید آگے بڑھا سکتا ہے۔

اس کا اچھا اور آسان طریقہ یہ ہے کہ استاذ تعلیم شروع کرنے سے پہلے اور تعلیم کے دوران وقتاً فوقتاً طلبہ کے سامنے علم اور علماء کے فضائل، ان کی قدر ومنزلت، خصوصاً عربی زبان کی فضیلت اور اس کی قدر ومنزلت بیان کرتا رہے اور طلبہ کو بتائے کہ عربی زبان کی قدر ومنزلت دینی، اجتماعی اور سیاسی ہر اعتبار سے بہت اونچی ہے۔

عربی زبان قرآن کریم اور وحی کی زبان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو سب سے زیادہ فصیح وبلیغ اور جَوامِعُ الکَلِم کے مالک تھے، لہٰذا شرعی احکام کو اس کے صاف ستھرے مصادر سے براہِ راست حاصل کرنے اور اسلامی ثقافت کو اسلام کی علمی تُراث سے حاصل کرنے کے لیے عربی زبان پر دسترس ضروری ہے، خصوصاً اسلام کے دور سے پہلے کی عربی زبان جس میں یہ قرآن نازل ہوا، اس سے قرآن کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے، کیونکہ یہی لوگ اس کے پہلے مخاطب تھے، اس لیے ایک مسلمان طالب علم کے سامنے عربی سیکھنے کا یہی اعلیٰ مقصد ہونا چاہیے۔

جہاں تک عربی زبان کی اجتماعی اور سیاسی اعتبار سے اہمیت ہے، تو یہ عرب، اسلامی ممالک اور امتِ اسلامیہ کے مختلف افراد کے درمیان ایمان کے بعد مضبوط ترین رابطہ ہے۔ چنانچہ جب عربی جاننے والے دو مسلمان ایک مشرق دوسرا مغرب کا رہنے والا آپس میں ملتے ہیں، تو ان کے لیے آپس میں افہام وتفہیم بہت آسان ہوجاتی ہے۔ ہر ایک دوسرے کے سامنے اپنے دل کے جذبات اور محبت کا اظہار کرسکتا ہے، ایک دوسرے کے حالات اور مسائل سے براہ راست مطلع ہوسکتا ہے، جب کہ بسا اوقات عالمی اجنبی خبر رساں ایجنسیاں مسلمانوں کے حالات کو مسخ کرکے پیش کرتی ہیں جو ان کے لیے مزید پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔

صرف زبان سیکھنے والے طلبہ

اگر عربی سیکھنے والوں میں ایسے طلبہ بھی ہوں جو علم کے بجائے زبان کو بحیثیت زبان سیکھنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی شوق دلایا جائے کہ اگر وہ کسی عرب ملک میں ملازمت یا سیاحت کے لیے جائیں گے تو وہ عربی زبان جاننے کی بنا پر اپنے مقصد میں زیادہ کامیاب رہیں گے۔

اب یہ ایک اچھے تجربہ کار استاذ کا کام ہے کہ عربی کی تعلیم کے دوران ایسے طلبہ کی روحانی اور فکری تربیت کرے اور ان کو دین اور دینی اعمال کی طرف دعوت دے۔

امام اور خطیب کا اہل محلّہ کو عربی سکھانا

اگر عربی کا استاذ کسی مسجد میں امام اور خطیب ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کو عربی زبان سیکھنے کی ترغیب دے، ان کے لیے مسجد یا مسجد سے متصل کسی ہال میں ان کے پڑھانے کا انتظام کرے، روزانہ یا ہفتہ میں تین دن ان کو پڑھائے اور ان کی ذہنی اور دینی تربیت کرے۔

نیز مقتدیوں کو عربی پڑھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ عربی سیکھنے کے بعد جمعہ کا خطبہ اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور مختلف اوراد کسی درجہ میں سمجھنے لگیں گے۔

اس طرح امام اور مقتدیوں میں بحیثیت استاذ وشاگرد مزید ایک قلبی اور روحانی تعلق بڑھ جائے گا اور ایسے مسائل بھی رونما نہیں ہوں گے جو عموماً امام اور مقتدیوں کے درمیان بُعد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

غیر مسلموں کو عربی سکھانا

اگر عربی کا استاذ کسی غیر مسلم ملک میں ہے، اور وہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور غیر مسلم عربی پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ ان کے لیے بھی عربی پڑھانے کا انتظام کرے اور دورانِ تعلیم ان کے سامنے نہایت حکمت کے ساتھ اسلام کے محاسن اور اس کی عمدہ اور آسان تعلیمات کا تذکرہ کرتا رہے، شاید یہی بات ان کے لیے ہدایت کا سبب بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان پیشِ نظر رکھے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب کردے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

واللہ ولی التوفیق۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

عربی زبان اوراس کے
سکھانے کا طریقہ

زبانوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔
ارشاد باری ہے:

''ومن آیاته خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین۔'' (سورۃ الروم آیت:۲۲)

ترجمہ: ''اوراس کی نشانیوں سے ہے، آسمان اور زمین کا بنانا اورطرح طرح کی بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کے لیے۔''

یہ زبانیں بنی نوع انسان کے درمیان تعارف اورعلوم ومعارف کے حصول کا ذریعہ ہیں، ان زبانوں میں افضل ترین زبان، عربی زبان ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم کے لیے اختیار فرمایا اور وہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور اہل جنت کی زبان ہے نیز اسلامی شریعت کے مصادر کی زبان ہے۔

لہٰذا جو شخص دین اسلام کا عالم بننا چاہے یا تفقہ فی الدین اور رسوخ فی العلم حاصل کرنا چاہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ عربی زبان سیکھے اوراس میں کمال حاصل کرلے، خصوصاً عصر جاہلی کی عربی، کیونکہ قرآن کریم ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے اوراس کے سیکھنے سے قرآنِ کریم کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

عربی زبان سکھانے کے طریقے

عربی زبان سکھانے کے دوطریقے ہیں:

۱۔ **الطریقة المباشرة** (Direct Method)

۲۔ **طریقة الترجمة** (Translated Method)

۱ –الطريقة المباشرة(Direct Method)

عربی زبان سکھانے کے لیے

(ڈائرکٹ میتھڈ) بلا واسطہ طریقہ تعلیم کا استعمال

عربی زبان یا کسی زبان کو سکھانے کا یہ ایک فطری طریقہ ہے اور ہر ماں اور اہل زبان اپنی اولاد کو مادری زبان سکھانے کے لیے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ ہر چھوٹا بچہ اپنی مادری زبان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور گھر کے دوسرے افراد سے سیکھتا ہے، اور اس بچے اور گھر کے افراد میں کوئی تیسرا فرد ترجمان نہیں ہوتا۔ بچہ اِن افراد کی حرکات وسکنات کا مشاہدہ کرتا ہے، ان کی آپس کی گفتگو سنتا ہے، اپنے دائیں بائیں جو کچھ ہو رہا ہے، اسے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور پھر اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اِدھر یہ لوگ اسے مادری زبان سکھانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں، بار بار الفاظ کو دھراتے ہیں اور اُس کے تلفظ کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ بچہ زبان کو صحیح بولنا شروع کردے۔

اس کا مشاہدہ ہر شخص اپنے گھر، خاندان اور اپنے ماحول میں کرتا رہتا ہے کہ بچہ اپنی مادری زبان، اپنے ماں باپ اور خاندان والوں سے براہ راست اور بغیر کسی ترجمان کے سیکھتا ہے اور یہی فطری طریقہ ہے اور یہی فطری طریقہ عربی زبان یا کسی اور زبان کو سکھانے میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے خصوصاً جبکہ استاذ اور شاگرد میں کوئی مشترک زبان نہ ہو، دنیا میں زبانوں کو سکھانے والے مختلف ادارے اس فطری طریقہ سے بھی کام لیتے ہیں۔

مستقبل میں آپ میں سے جن حضرات کو عربی زبان پڑھانے کا موقع ملے گا، ان کے سامنے دو قسم کے طلبہ ہوں گے:

ایک قسم تو ان طلبہ کی ہوگی جو آپ سے بالکل اجنبی ہوں گے، آپ میں اور ان میں کوئی

مشترک زبان نہیں ہوگی، اس وقت آپ کو کلی طور پر **الطریقة المباشرة** (ڈائرکٹ میتھڈ) بلا واسطہ طریقہ تعلیم سے کام لینا ہوگا اور اس میں بڑی محنت کی ضرورت ہوگی۔

دوسری قسم آپ کے سامنے ان طلبہ کی ہوگی جو آپ سے اجنبی نہیں ہوں گے، بلکہ آپ کے اور ان کے درمیان کوئی مشترک زبان ہوگی، مثلاً: اردو یا کوئی مقامی زبان، اس صورت میں آپ ان طلبہ کو عربی زبان زیادہ آسان طریقہ سے سکھا سکتے ہیں اور وہ طریقہ ترجمہ ہے، جس کا بیان بعد میں آرہا ہے۔

اب ہم پہلی قسم کی طرف آتے ہیں، یعنی آپ کے سامنے وہ طلبہ ہیں جن میں اور آپ کے درمیان کوئی مشترک زبان نہیں۔

اب یہ بھی دو قسم کے ہوں گے، ایک وہ قسم ہوگی جو عربی زبان کے الفاظ سے بالکل ناواقف ہوں گے، جیسے وہ غیر مسلم ہیں یا مسلمان تو ہیں لیکن انہوں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی ہے جہاں اسلامی ماحول نہ تھا تو ایسے طلبہ کو آپ پہلے عربی زبان کے حروفِ تہجی (ا ب ت ث ......) سکھائیں، پھر ان حروف سے مرکب مفرد الفاظ سکھائیں تاکہ وہ اچھی طرح عربی الفاظ کو پہچاننے اور لکھنے لگ جائیں، اب آپ ان کو عربی پڑھانا شروع کردیں۔

اور اگر وہ طلبہ پہلے سے عربی زبان کے الفاظ سے مانوس ہیں۔ مثلاً: انہوں نے ناظرہ قرآن پڑھا ہے یا قرآن کے حافظ ہیں، لیکن اس کے معانی نہیں جانتے تو آپ ان کو ابتداء سے ہی عربی پڑھانا شروع کردیں اور اس کے لیے **الطریقة المباشرة** (ڈائریکٹ میتھڈ) کا طریقہ استعمال کریں۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل ترتیب زیادہ آسان اور مفید ہے:

عربی سکھانے کے لیے مفردات سے ابتداء کی جائے:

۱۔ سب سے بہتر اور آسان طریقہ عربی یا اجنبی زبان سکھانے کا یہ ہے کہ: آپ اس زبان کے مفردات سے اس کی تعلیم شروع کریں اور مفردات بھی وہ جن کا مشاہدہ ہو سکے اور جن چیزوں کو آپ درسگاہ میں اپنے ساتھ لاسکیں اور طلبہ کے سامنے میز یا تپائی پر رکھ سکیں، جیسے: كِتَاب. قَلَم. وَرَق.

۲۔استاذ کو چاہیے کہ ایک ایک چیز کو ہاتھ میں لے کر با آواز بلند صحیح تلفظ کے ساتھ اس چیز کا نام عربی زبان میں بولے اور طلبہ کو اشارہ کرے کہ وہ بھی ساتھ ساتھ بولتے جائیں۔

کِتاب. کِتاب. کِتاب.

پھر قلم ہاتھ میں لے کر بلند آواز سے بولے:

قَلَم. قَلَم. قَلَم.

اور طلبہ سے کہے کہ وہ بھی با آواز بلند ساتھ ساتھ کہتے جائیں، پھر کاغذ ہاتھ میں لے کر کہے:

ورَق. ورَق. ورَق.

اور طلبہ سے بھی کہے کہ ساتھ ساتھ بولتے جائیں، اور حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ قواعد تجوید کے مطابق تلفظ کیا جائے اور طلبہ کو ایسی مشق کرائی جائے کہ یہ الفاظ ان کی زبان پر آ جائیں۔

۳-اب آپ ان تینوں کو ہاتھ میں لے کر کہیں:

کِتاب. قَلَم. ورَق.

اور طلبہ بھی ساتھ ساتھ کہتے جائیں اور بار بار کہیں، اب یہ تینوں چیزیں ایک طالب علم کے ہاتھ میں دیں اور وہ بلند آواز سے کہے

کِتاب. قَلَم. ورَق.

اور طلبہ بھی اجتماعی طور پر ساتھ ساتھ بولتے جائیں، اس طرح باری باری ہر طالب علم یہ تینوں چیزیں لے کر با آواز بلند ان کا نام لے اور سب طلبہ ساتھ ساتھ کہتے جائیں۔ اس طرح یہ تینوں الفاظ ان کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

۴۔ اب آپ دوبارہ کتاب ہاتھ میں لیں اور دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں:

هٰذا کتاب. هٰذا کتا ب. هٰذا کتاب

اور طلبہ بھی آپ کے ساتھ کہیں، پھر قلم ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے

www.banuri.edu.pk

ہوئے کہیں:

هٰذا قلَم. هٰذا قلَم. هٰذاقلم.

اورآپ کے ساتھ طلبہ بھی یہ جملہ دھرائیں، پھرایک ہاتھ میں کاغذ لے کر دوسرے ہاتھ سےاشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هٰذاورَق. هٰذا ورَق. هٰذاورَق.

اب آپ ایک طالب علم کواشارہ کریں کہ وہ ان تینوں چیزوں کو لے کر یوں کہے:

هٰذا كتاب. هٰذا قلَم. هٰذاورق.

اور سب طلبہ با آواز بلند ساتھ ساتھ دھراتے جائیں۔ اب آپ مفردات میں اضافہ کرنے کے لیے درسگاہ میں موجود بعض چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هٰذا باب. هٰذا شُبّاك. هٰذاجدار. هذا عمود. هذا سقف.

۵۔ اب کتاب کوایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ سےسوال کا اشارہ کرتے ہوئے بلندآواز سےسب طلبہ سے پوچھیں۔

ما هٰذا. ماهٰذا؟

اورخودہی اس کا جواب دیتے ہوئے کہیں:

هٰذا كتاب. هٰذا كتاب.

پھرسب طلبہ کوسوال کرتے ہوئے ان سے کہیں:

ماهذا؟ ماهذا؟

اورسب طلبہ اکٹھے جواب دیں:

هذا كتاب.

اب ایک ایک طالب سے درسگاہ میں موجود چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کریں:

ماهٰذا؟. ماهٰذا؟

www.banuri.edu.pk

وہ جواب دیں گے:

هذا كتاب. هذا قلم. هذا باب. هذا شبّاك.

هذا كرسي. هذا جدار.

اس طرح عربی مفردات کے بارے میں ان کی معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔

یاد رہے کہ بولنے میں سب سے زیادہ آسان جملے وہ ہیں جو اسم اشارہ ''هـــذا'' اور مشار الیہ سے مرکب ہوں، اس لیے عربی زبان کی تعلیم کی ابتداء بلکہ ہر نئی زبان کی ابتداء ان جملوں سے کرنی چاہیے۔

اب اسم اشارہ ''هـــذا'' کے استعمال میں اور وسعت پیدا کریں اور چیزوں کے بجائے انسانوں میں استعمال کریں، مثلاً مختلف اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هذا استاذ. هذا تلميذ. هذا رجل.

هذا ولد. هذا خالد. هذا محمود.

اور طلبہ سے کہیں کہ وہ ساتھ ساتھ بآواز بلند یہ جملے کہتے جائیں۔

اب دوبارہ ان اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طلبہ سے سوال کریں اور وہ اس کا جواب دیں:

مَنْ هذا؟	**هذا أستاذ**
مَنْ هذا؟	**هذا تِلميذ**
مَنْ هذا؟	**هذا رجل**
مَنْ هذا؟	**هذا ولد**
مَنْ هذا؟	**هذا خالد**
مَنْ هذا؟	**هذا محمود**

اب ان طلبہ میں سے دو کو کھڑا کریں، ایک سوال کرے اور دوسرا جواب دے اور باقی طلبہ

غور سے سنیں۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیں اور ان مفرد اشیاء میں سے ایک کو نزدیک رکھیں اور دوسری کو دور رکھ کر ''ذاک'' کا استعمال کریں۔ مثلاً:

هذا كتاب	ذاک كتاب
هذا قلم	ذاک قلم
هذا ورق	ذاک ورق

اب دُور کی اشیاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طلبہ سے سوال کریں اور وہ سب جواب دیں:

ماذاک؟	ذاک كتاب
ماذاک؟	ذاک قلم
ماذاک؟	ذاک ورق
ماذاک؟	ذاک باب

....

من ذاک؟	ذاک تلميذ
من ذاک؟	ذاک ولد
من ذاک؟	ذاک خالد
من ذاک؟	ذاک محمود

اسم اشارہ ''هذه'' کا استعمال

اب آپ درس گاہ میں موجود مؤنث اشیاء جو نزدیک ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں:

هذه كراسة. هذه ساعة. هذه مروحة. هذه زهرة.

پھر ان مؤنث اشیاء کی طرف جو دور ہوں اشارہ کرتے ہوئے کہیں اور طلبہ بھی آپ کے

www.banuri.edu.pk

ساتھ دہرائیں:

تلک ساعة	تلک مروحة
تلک شجرة	تلک زهرة

پھر سب طلبہ سے سوال کریں اور وہ جواب دیں:

ماهذه؟	هذه ساعة
ماتلک؟	تلک ساعة
ماتلک؟	تلک شجرة
ماتلک؟	تلک زهرة

....

من هذه؟	هذه تلميذة
من تلک؟	تلک تلميذة
من تلک؟	تلک فاطمة
من تلک؟	تلک خادمه

اسم اشارہ تثنیہ کا استعمال

''اب آپ اپنے ہاتھ میں دو کتابیں دو قلم لے کر با آواز بلند کہیں:

هذان كتابان	هذان قلمان

اور پھر ان کو دور رکھ کر کہیں:

ذانک کتابان.	ذانک قلمان

اور طلبہ بھی ساتھ کہتے جائیں۔

اب ان سے سوال کریں:

ماهذان؟	هذان كتابان

ماهذان؟	هذان قلمان
ماذانک؟	ذانک کتابان
ماذانک؟	ذانک قلمان

اسی طرح مؤنث اشیاء کی دودو چیزیں نزدیک اور دور رکھ کر سوال کریں:

ماهاتان؟	هاتان ساعتان
ماهاتان؟	هاتان کراستان
ماتانک؟	تانک ساعتان
ماتانک؟	تانک کراستان

اسی طرح دودو انسانوں کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں:

من هذان؟	هذان ولدان
من هذان؟	هذان تلمیذان
من ذانک؟	ذانک ولدان
من ذانک؟	ذانک تلمیذان

معلّمہ اپنی طالبات سے سوال کرے:

من هاتان؟	هاتان تلمیذتان
من هاتان؟	هاتان بنتان
من تانک؟	تانک تلمیذتان
من تانک؟	تانک بنتان

اسم اشارہ جمع کا استعمال:

چونکہ عربی میں جمع کا اطلاق تین اور تین سے زائد پر ہوتا ہے اس لیے اپنے سامنے تین کتابیں اور تین قلم رکھ کر طلبہ سے کہیں:

www.banuri.edu.pk

هذه كتب	تلك كتب
هذه اقلام	تلك اقلام
ماهذه؟	هذه كتب
ماهذه؟	هذه أقلام
ماتلك؟	تلك كتب
ماتلك؟	تلك اقلام
ماهذه؟	هذه ساعات
ماهذه؟	هذه كراسات
ماتلك؟	تلك كراسات
ماتلك؟	تلك ساعات
من هؤلاء؟	هؤلاء أولاد
من أولئك؟	اولئک تلاميذ
من هؤلاء؟	هؤلاء بنات
من أولئك؟	أولئک تلميذات

آپ نے دیکھ لیا کہ آپ کے اس انداز سے طلبہ کو بیسیوں جملے سمجھ کے ساتھ پڑھنے، لکھنے اور بولنے آ گئے ہیں۔

اسم اشارہ کے بعد اب ضمائر کا استعمال شروع کریں، کیونکہ ضمیر کے ساتھ بھی جملہ مختصر ہوتا ہے اور یہ کثیر الاستعمال بھی ہیں۔ ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس سے مخاطب ہو کر کہیں:

أناأستاذ　　أنت تلميذ　　هو تلميذ

ان جملوں کو بار بار کہنے کے بعد اب سوال کریں:

من أنا؟	أنت أستاذ
من أنت؟	أنا تلميذ

من هو؟ هوتلميذ

معلّمہ طالبہ سے کہے:

أنا معلمة أنتِ تلميذة هی تلميذه

پھر سوال کرے:

من أنا؟ أنتِ معلمه

من أنتِ؟ أنا تِلميذة

من هی؟ هی تِلميذة

تثنیہ کی ضمائر کا استعمال

اپنے ساتھ ایک بڑے طالب علم کو کھڑا کر کے کہیں:

نحن رجلان أنتما ولدان هما ولدان

پھر سوال کرے:

من نحن؟ أنتما رجلان

من أنتما؟ نحن ولدان

من هما؟ هما ولدان

اسی طرح معلّمہ اپنے ساتھ ایک بڑی لڑکی کو کھڑا کر کے کہے:

نحن امرأتان أنتما بنتان همابنتان

من نحن؟ أنتما امرأتان

من أنتما؟ نحن بنتان

من هما؟ هما بنتان

جمع کی ضمائر کا استعمال:

اب آپ اپنے ساتھ دو بڑے طلبہ کو کھڑا کر کے کہیں:

www.banuri.edu.pk

نحن رجال　　　　أنتم أولاد　　　　هم أولاد

من نحن؟　　　　أنتم رجال

من أنتم؟　　　　نحن أولاد

من هم؟　　　　هم أولاد

معلّمہ اپنے ساتھ دو بڑی لڑکیوں کو کھڑا کر کے کہے:

نحن نساء　　　　أنتن بنات　　　　هن بنات

من نحن؟　　　　أنتن نساء

من أنتنَّ؟　　　　نحن بنات

من هن؟　　　　هن بنات

ضمائر اور اسماء اشارہ سے مرکب بے شمار جملے آپ کے طلبہ جان چکے ہیں۔ اب ان میں تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتے جائیں اور جملہ کے متعلقات استعمال کریں۔ مثلاً:

قلم جیب میں ڈال کر کہیں:　　　　القلم فی الجیب.

کتاب میز پر رکھ کر کہیں:　　　　الکتاب علی المکتب.

اس سلسلہ میں راہنمائی کے لئے "الطریقة العصریه فی تعلیم اللغة العربیة" کو دیکھیں۔ وہاں آپ کو یہ ترتیب ملے گی۔

www.banuri.edu.pk

الطریقة المباشرة (ڈائرکٹ میتھڈ)
کے ذریعہ افعال (جملہ فعلیہ) کی تعلیم

سابقہ اسباق میں آپ کے طلبہ اسم اشارہ اور ضمیر سے مرکب بیسیوں جملے سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں، کیونکہ آپ میں اور ان میں کوئی مشترک زبان تو ہے نہیں جس کے ذریعے آپ ترجمہ کر کے ان کو سمجھا سکیں، اس لیے آپ کو انہیں افعال (جملہ فعلیہ) الطریقة المباشرة سے پڑھانا ہے۔

لہٰذا آپ اس کی ابتداء ایسے افعال سے کریں جن کو آپ عملی طور پر طلبہ کے سامنے پیش کر سکیں اور اس کے لیے آپ فعل مضارع کے متکلم کے صیغوں کا انتخاب کریں، جن کو آپ طلبہ کے سامنے عملی طور پر پیش کر سکیں۔ مثلاً:

آخذُ. أَفتحُ. أَقْرأُ. أُغْلِقُ. أَضَعُ.

اب طلبہ کے سامنے میز یا تپائی پر کتاب رکھ کر کہیں:	هذا كتاب.
اب اسے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہیں:	أنا آخذُ الكتاب
اب اسے کھولتے ہوئے کہیں:	أنا أَفتح الكتاب
پھر اسے پڑھتے ہوئے کہیں:	أنا أَقرأُ الكتاب
پھر اسے بند کرتے ہوئے کہیں:	أنا أُغلق الكتاب
پھر اسے میز پر رکھتے ہوئے کہیں:	أنا أضعُ الكتاب على المكتب.

یہ جملے طلبہ کے سامنے بار بار دہرائیں اور طلبہ بھی ساتھ دہرائیں، آپ کی ان حرکات کو دیکھتے ہوئے طلبہ ان افعال کے معانی سمجھ جائیں گے پھر ایک ایک طالب علم کو کھڑا کر کے سب کے سامنے یہ عمل کرائیں۔